رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو دار الامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۴	قادیان مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۰ء مطابق ۷ رمضان المبارک ۱۳۴۸ھ	نمبر ۱۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے۔ کسی قدر کھانسی کی تکلیف رہتی ہے احباب دعاء صحت کریں ٭

(۲) ہفتہ زیر اشاعت میں ۲۷ جنوری کو حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ واپس قادیان پہنچے۔ اور شاندار استقبال سے داخل دار الامان ہوئے۔ حضرت صاحب بھی اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ اور تمام احباب قادیان نے استقبال کیا ٭

۲۸ جنوری بعد عصر مبلغین سلسلہ نے ملک محلہ دار الرحمت میں ایک پُر تکلف دعوت چاء دی جس میں حکیم فضل الرحمٰن صاحب کے ساتھ مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا کو بھی مدعو کیا۔ کیونکہ اب تک ان کو مبلغین نے کوئی دعوت نہ دی تھی۔ اس واسطے کہ اس سے پہلے مبلغین کی ایسی دعوتوں کی طرف توجہ نہ ہوئی تھی۔ یہ پہلی ہی چاء نوشی کی دعوت مبلغین نے دی۔ جو باختصار مبلغین گو مختصر تھی۔ مگر اچھی تھی۔ مولوی ابو العطاء صاحب معروف اللہ دتا جالندھری نے ایڈریس پڑھا۔ مولوی رحمت علی اور حکیم فضل الرحمٰن صاحبان نے شکریہ میں تقریر کی۔ آخر میں حضرت صاحب نے بوجہ قلت وقت مختصر تقریر فرما کر دعا کے بعد مجلس برخاست فرمائی ٭

۲۹ جنوری کو طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول نے سکول کے ہال میں حکیم صاحب کو ٹی پارٹی دی جس میں سو ڈیڑھ سو سے زائد احباب مدعو تھے۔ اور کسی قسم کا تکلف نہ تھا انگریزی میں ایڈریس پیش کیا۔ انگریزی میں حکیم صاحب نے جواب دیا۔ آخر میں حضرت صاحب نے ایک معنی خیز اور نافع تقریر بہت دیر تک فرمائی۔ کیونکہ دعوت کا وقت صبح نو بجے کا تھا ٭

۳۰ جنوری کو مولوی فاضل کلاس کے طلباء جامعہ احمدیہ نے حکیم صاحب کو مدعو کیا۔ جس میں بمناسبت تعداد طلباء جامعہ قریباً چالیس احباب و بزرگان سلسلہ شامل ہوئے جامعہ احمدیہ کے ایک طالب علم نے عربی قصیدہ حکیم صاحب کی شان میں نہایت چست اور برجستہ پیش کیا۔ اور اردو میں ایڈریس دیا۔ حکیم صاحب نے شکریہ کی تقریر کی۔ اور حضرت صاحب نے قصیدہ کی تعریف فرما کر جامعہ کے طلباء کے متعلق ایک زبردست نصیحت آموز تقریر فرمائی۔ اور جلسہ دعا کے بعد ختم ہوا ٭

(۳) ماہ شعبان کے آخری ہفتہ میں مطلع عموماً ابر آلود رہا۔ رمضان کا چاند بالکل نظر نہیں آیا جنتری کے مطابق یکم فروری کو پہلا روزہ رکھا گیا۔ رات کو بہت بارش ہوئی اولے برسے۔ سردی نے زور دکھایا ٭

(۴) جو تحقیقاتی کمیشن مرکزی دفاتر کی دیکھ بھال اور اصلاح حال کے لئے حضرت صاحب نے مقرر فرمائی تھی۔ اس نے بعد ملاحظہ دفاتر اپنی رپورٹ حضرت صاحب کے حضور پیش کر دی ہے ٭

فائدہ اٹھاؤ

ماہ رمضان المبارک میں فاروق کی خریداری کے لئے رعایتی اعلان صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ کر کے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ جس سے ہم ثواب اور ہم خرما کا مصداق بن جاؤ گے یعنی ایک تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی پُر زور سفارش کی۔ جو فاروق کی خریداری کیلئے حضور نے فرمائی ہے تعمیل اور دوسرے رمضان شریف میں ایک نیک کام میں روپیہ صرف کرنے کا دس گنا ثواب۔ اس کو ہم خرما و ہم ثواب کہتے ہیں ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا گلدستہ

—— نئی دہلی کی تعمیر کا کام بہت جلد مکمل ہونیوالا ہے۔ پایہ تخت کے مصارف تعمیر کا تخمینہ چودہ کروڑ روپیہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایک کروڑ اسی لاکھ روپے وائسرائے کی کوٹھی پر اور دو کروڑ سکریٹریٹ کے شمالی اور جنوبی بلاکوں پر خرچ ہوا ہے ؛

—— برطانیہ کلاں دنیا کا سب سے بڑا موچی ہے۔ یہاں سے جس قدر جوتے ہر سال تیار ہو کر باہر کو جاتے ہیں۔ اتنے کسی اور جگہ سے نہیں جاتے۔ سال گذشتہ پچاس لاکھ پونڈ کے جوتے باہر بھیجے گئے ہیں۔ امریکہ نے اس سے نصف کا مال باہر بھیجا ہے ؛

—— کندرکی سے ایک صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ یہاں ایک بکری کے کتے کا بچہ پیدا ہوا ہے ؛

—— موچی دروازہ لاہور کے مہر چراغ دین دوکاندار کے نوجوان لڑکے مسمی نواب کو جس کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ نمبر ۱ کے بدمعاش شہاب الدین عرف شہابا نے قلب کے پاس چاقو مار کر قتل کر دیا۔ مرزا یوسف علی صاحب سب انسپکٹر نے شہابا قاتل نواب کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس کی دوکان سے ایک استرا اور ایک چاقو برآمد ہوا ؛

—— ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر پنجاب ۲۲ر جنوری سنہ ۳۰ء کی صبح کو گورداسپور پہنچے۔ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ایڈریس کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے بیان کیا۔ کہ حال کے سیلابات سے صوبہ پنجاب کے مالیہ کو سوا کروڑ روپے کے مالیہ کا نقصان اٹھانا پڑا ؛

—— ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام دکن نے حسب ذیل فرمان صادر فرمایا۔ چونکہ صاحبزادگان اعظم جاہ و معظم جاہ سن رشد کو پہنچ چکے ہیں۔ اور انہوں نے تعلیم کا بھی زیادہ حصہ ختم کر لیا ہے۔ اور قریب زمانہ میں ان کے عقد شرعی بھی ہونے والے ہیں۔ اور وہ ہندوستان اور یورپ کا سفر بھی کرنے والے ہیں۔ لہذا ان کی عزت اور وقار کو مدنظر رکھ کر جو کہ ریاست حیدر آباد میں ہے۔ بحیثیت ولیعہد و برادر ولیعہد میں بلا ... گورنمنٹ آف انڈیا ان کے گذارہ کے لئے منجانب اسٹیٹ جنوری سنہ ۳۰ء سے کلاں کے لئے ماہانہ دس ہزار روپیہ حالی۔ اور خورد کے لئے ماہانہ سات ہزار روپیہ حالی مقرر کرتا ہوں ؛

—— سر مرزا محمد اسمٰعیل صاحب سی۔ آئی۔ ای دیوان ریاست میسور حیدر آباد دکن تشریف لائے۔ اور ریاست کے مہمان ہیں ؛

—— نواب صاحب مالیر کوٹلہ نے وائسرائے کو مدعو کیا ہے۔ جو عنقریب مالیر کوٹلہ آجائیں گے۔ جہاں بڑی شکایت یہ ہے۔ کہ ملازموں کو چھ چھ ماہ تک تنخواہ نہیں ملتی۔ تمام ملازم قرض لیتے لیتے۔ اور سود دیتے دیتے تنگ آگئے۔ نواب صاحب کو یہ مزمنہ شکایت قطعی دور کرنی چاہیئے۔ کام لینا اور پھر تنخواہ بکم ماہ آئندہ کو نہ دینا انتہا درجہ کا سخت ترین ظلم ہے۔ اور بالواسطہ طور سے ملازموں کو بد دیانت بنانا اور ملازموں کو رشوت لینے پر مجبور کرتا ہے ؛

—— اندور میں مسٹر عبدالرشید اور شریمتی ہنسو بائی کے درمیان شادی قرار پائی ہے۔ مسٹر عبدالرشید سر لکو جی راؤ معزول مہاراجہ اندور کے پرائیویٹ سیکرٹری ہیں۔ اور شریمتی ہنسو بائی ڈھینگر ذات کی ایک ہندو لڑکی ہے۔ یہ لڑکی مہاراجہ اندور کی نہایت قریبی رشتہ دار ہے۔ ہندوؤں نے جلسہ کر کے سابق مہاراجہ صاحب اندور اور ریاست کے وزیر اعظم سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ ان دونوں کی آپس میں شادی نہ ہونے دیں۔ مگر لڑکی نہیں مانتی۔ وہ اپنے ماں باپ کے گھر سے وزیر اعظم اندور کے پرائیویٹ سیکرٹری کے پاس آگئی ہے۔ مس ہنسو بائی کے والدین نے ڈسٹرکٹ کورٹ ریاست اندور میں یہ درخواست دی ہے۔ کہ وہ مسٹر عبدالرشید کو منع کر دے۔ کہ وہ ہنسو بائی سے کبھی بھی شادی نہ کرے ؛

—— راجہ رگھونندن پرشاد نے لیجس لیٹو اسمبلی میں ۲۲ ماہ جنوری کو ذبیحہ گاؤ کو روکنے کی قرارداد پیش کی۔ اس پر چار گھنٹے تک بحث و مباحثہ ہوا۔ ہندو کہتے تھے۔ کہ گائے کا تحفظ مذہبی اور اقتصادی لحاظ سے ضروری ہے۔ مسلمان کہتے تھے۔ کہ یہ تحریک ہی ناقابل عمل ہے۔ ہوم ممبر نے گورنمنٹ کی طرف سے قرارداد کو فضول بتلایا۔ ۴۲ کے مقابلہ میں ۴۷ ووٹ کی کثرت سے قرارداد نامنظور ہو گئی ؛

—— یو۔ پی لیجس لیٹو کونسل کے ممبر مسٹر اے۔ پی ڈوبے کونسل کی ممبری چھوڑنے کی جگہ کانگریس کی رکنیت سے علیحدہ ہو گئے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ کانگریسیوں کی کثیر تعداد عقل کی دشمن اور تربیت سے بالکل بے بہرہ ہے وہ ایک ہی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ نیک و بد میں تمیز نہیں کر سکتے۔ بھیڑوں کی طرح آنکھیں بند کر کے ایک ہی سیدھ میں جا رہے ہیں۔

—— ریاست کشمیر کی تحصیل بھمبر کے پچاس ساٹھ مربع میل رقبہ میں ٹڈی دل پڑا ہوا ہے۔ اُس نے تمام فصل کا ستیاناس کر دیا ہے۔ زمینداروں میں بہت گھبراہٹ پھیل گئی ہے۔ لوگ اپنی قسمت کو رو رہے ہیں۔ علاقہ مذکور میں قحط کا سخت اندیشہ ہے ؛

—— مسٹر پٹیل صدر لیجس لیٹو اسمبلی نے کہدیا۔ کہ میرا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہے۔ اس لئے میں استعفےٰ نہیں دوں گا ؛

—— جون یا جولائی میں اسمبلی کا خاص اجلاس سائمن کمیشن پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوگا ؛

—— اسمبلی اور لیجس لیٹو کونسلوں کے عام انتخابات کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔ کیونکہ ان انتخابات کے بعد گول میز کے لئے نمائندے منتخب کریں گے ؛

—— مہاتما گاندھی نے ینگ انڈیا میں انگریزوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔ کہ کانگریس کے لئے سوائے کامل آزادی کے اعلان کے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ انگریزوں کو ہندوستان کی جنگ آزادی میں مدد دینی چاہیئے۔ گو میں برطانیہ کی غلامی سے نجات پانے کے لئے بیتاب ہوں لیکن میں برطانیہ کا دشمن نہیں ہوں ؛

—— ہز ایکسیلنسی معہ اپنی پارٹی کے ۲۵ر جنوری کی صبح کو بخیریت تمام بڑودہ سے دہلی واپس آگئے ؛

—— علی پور (کلکتہ) کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بغاوت اور سازش کے جرم میں مسٹر سبھاش چندر بوس اور انکے دو ہمراہیوں کو ایک ایک سال قید با مشقت کی سزا دی۔ مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ ان اشتعال انگیز الفاظ سے ... کہ ان ملزموں کو پوری پوری سزا دی جاتی ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۷ر فروری ۱۹۳۰ء

کمیونی کیٹڈ

یسوع مسیح کے حواری

معیارِ صداقت

اناجیل مروجہ کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے "پہاڑی وعظ" میں بندگانِ خدا کو نصائح کرتے ہوئے ایک اعلیٰ یعنی اصل بیان فرمایا ہے۔ جو فی الواقع آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے آپ نے اپنے سامعین کو نہایت صداقت بھرے الفاظ میں مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ اور بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا نہ بُرا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم انہیں پہچان لو گے۔" متی ۷ ۱۷ و ۱۸

حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ بیان فرمودہ "معیار" حق و باطل میں امتیاز کرنے کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔ اور دراصل کسی ہادیٔ قوم کی قوتِ قدسیہ پہچاننے کا یہی ایک صحیح طریق ہے۔ کہ ہم اس کی تربیت یافتہ جماعت پر ایک نگاہ دوڑائیں۔ اور دیکھیں۔ اُس مصلحِ وقت نے اپنی جماعت کو اخلاق و روحانیت کے کس عالی مقام پر کھڑا کیا ہے۔

پس اگر ہمارا غور و خوض ہمیں اس نتیجہ پر پہنچائے۔ کہ فی الواقع اُس نے اپنے وابستگانِ دامن کو خاک سے اکسیر بنا دیا ہے۔ تو تب ہم اُس مصلحِ وقت کی روحانیت کے قائل ہونگے۔ اور اُسے مزکّی و مطہرِ نفس تصور کرینگے۔ لیکن اگر نتیجہ اس کے برعکس نکلے۔ تو لازماً ہمارے خیالات میں بھی ایک تبدیلی پیدا ہوگی۔ اور ہم اسی نسبت سے اس کی "قوتِ قدسیہ" کو کمزور خیال کرنے میں حق بجانب ہونگے۔

آؤ۔ اب ہم اسی معیار کے مطابق اناجیل اربعہ پر نگاہ ڈالیں اور دیکھیں۔ وہ حواری جو مسیح کے خاص شاگرد تھے۔ جنہوں نے مسیح کا عملی نمونہ اپنی آنکھوں سے دیکھا جنہوں نے آپ کے کلماتِ طیبات اپنے کانوں سے سُنے جنہوں نے زندہ خدا کا جلال اپنے سامنے پایا۔ جنہوں نے اس کے فیض سے تربیت اٹھائی۔ جنہوں نے اسکی تعلیم سے برکت پائی۔ وہ کن اخلاق و عادات اور کن عالی پایہ صفات و خواص کے مالک تھے۔

کیا "عیسوی درخت" کے اثمار شیریں اور لذیذ تھے یا تلخ اور بدمزہ۔ کیا اچھے درخت پر اچھا پھل پیدا ہوا تھا۔ یا بُرا پھل۔ کیا مسیح کے پیش کردہ معیار پر "دینِ عیسوی" کے اولین حواری پورے اتر سکتے ہیں یا نہیں ذرا غور کرو؂

دوستو اک نظر خدا کے لئے
سیّدُ الخلق مصطفےٰ کے لئے

حواریوں کی بزدلی

"شاگردانِ مسیح" کا اناجیل سے جو پہلا وصف ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ وہ ان کی بزدلی اور دون ہمتی ہے۔ ہاں وہی بزدلی جس سے محفوظ رہنے کے لئے اسلام نے اللھم انی اعوذبک من العجز والکسل کی دعا اپنے تابعین کو سکھلائی ہے۔ ذرا غور کریں۔ اور "حواریین مسیح" کی بزدلی کا نمونہ دیکھیں۔ لکھا ہے:۔

"اس نے (یعنی یسوع نے) فوراً شاگردوں کو مجبور کیا کہ کشتی پر سوار ہو کر اس سے پہلے پار چلے جائیں۔ جب تک وہ لوگوں کو رخصت نہ کرے۔ اور لوگوں کو رخصت کر کے علیحدہ دعا مانگنے کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور جب شام ہوئی۔ تو وہاں اکیلا تھا۔ مگر کشتی اس وقت جھیل کے بیچ میں تھی۔ اور لہروں سے ڈگمگا رہی تھی۔ کیونکہ ہوا مخالف تھی۔ اور وہ رات کے چوتھے پہر جھیل پر چلتا ہوا۔ اُن کے پاس آیا۔ شاگرد اسے جھیل پر چلتے ہوئے ... دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ بھوت ہے۔ اور ڈر کے مارے چلّا اُٹھے۔ یسوع نے فوراً ان سے کہا خاطر جمع رکھو۔ میں ہوں۔ ڈرو نہیں"

(متی ۱۴ ۲۲ تا ۲۸)

معلوم ہوتا ہے۔ "خداوند یسوع مسیح" کے تربیت یافتہ تمام کے تمام حواری بزدل تھے۔ وگرنہ سمجھ میں نہیں آتا۔ غروب آفتاب کے وقت ہی جبکہ سب حواری لبِ دریا پر اکٹھے موجود تھے۔ وہ کیونکر ڈر گئے۔ اور کس طرح انہوں نے اپنے "خداوند یسوع" کو بھوت تصور کر لیا۔ اور کیوں وہ "اکٹھے" ڈر کے مارے چلّا اٹھے۔ اگر ایک یا دو حواری ہوتے۔ تب بھی ہم کہتے۔ کہ قلیل التعداد ہونے کی وجہ سے اور نیز رات کی قدرے تاریکی کی وجہ سے ڈر اُن پر غالب ہو گیا۔ مگر تمام حواریوں کا اکٹھا لبِ دریا پر موجود ہونا اور تمام کا چلّا اٹھنا۔ اور اپنے "خداوند" کو نہ پہچان سکنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ سخت بزدل اور کمزور ہمت تھے۔ اور اسی وجہ سے اُن کے حواس خطا ہو گئے۔ اور بزدلی سے سب چلّا اُٹھے۔ یہاں تک کہ مسیح علیہ السلام کو فرمانا پڑا۔ "خاطر جمع رکھو۔ میں ہوں ڈرو نہیں"۔ متی ۱۴ ۲۷

حواریوں کی بے وفائی

ان خاص شاگردانِ مسیح کے علاوہ عام حواریوں کی ایمانی حالت یہ تھی۔ کہ گرفتاری سے قبل کی رات میں حضرت مسیح علیہ السلام متواتر اپنے حواریوں کے پاس آتے ہیں۔ درخواست کرتے اور بار بار کہتے ہیں کہ جاگو اور دعا مانگو۔ خدا یہ مصیبت ہم سے ٹال لے۔ مگر آہ وہ نیند کے متوالے تھے۔ وہ اپنے آقا سے کوئی دلچسپی ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں رکھتے تھے۔ مجھے کہنے دو۔ کہ وہ سخت بے وفا تھے۔ وہ نہ اٹھے پر نہ اٹھے۔ وہ سوتے ہی رہے۔ یہاں تک کہ اُن کا پکڑوانے والا دروازے پر پہنچ گیا۔ لکھا ہے:۔

"اس وقت یسوع ان کے ساتھ گتسمنی نام ایک جگہ میں آیا۔ اور اپنے شاگردوں سے کہا۔ کہ یہیں بیٹھے رہنا۔ جب تک کہ میں وہاں جاکر دعا مانگوں۔ اور پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لیکر غمگین اور بے قرار ہونے لگا۔ اس وقت اُس نے اُن سے کہا۔ میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی تم یہاں ٹھہرو۔ اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا۔ اور منہ کے بل گرکر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر ہوسکے۔ تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تاہم جیسا میں چاہتا ہوں۔ ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے۔ ویسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آکر انہیں سوتے پایا۔ اور پطرس سے کہا۔ کیوں تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے۔ جاگو اور دعا مانگو۔ تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے۔ مگر جسم کمزور ہے۔ پھر دوبارہ اُس نے جاکر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر یہ میرے پئے بغیر نہیں ٹل سکتا۔ تو تیری مرضی پوری ہو۔ اور آکر انہیں پھر سوتے پایا۔ کیونکہ ان کی آنکھیں نیند سے بھری ہوئی تھیں۔ اور انہیں چھوڑ کر پھر چلا گیا۔ اور وہی بات پھر کہکر تیسری بار دعا مانگی۔ تب شاگردوں کے پاس آکر اُن سے کہا۔ اب سوتے رہو۔ اور آرام کرو۔ دیکھو وقت آپہنچا ہے۔ اور ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالے کیا جاتا ہے" متی ۲۶/۳۶ تا ۴۶

حواریوں کا فرار

آخر وہ وقت آگیا۔ جب مسیح علیہ السلام کو اُن کے ایک غدار مرید نے صرف تیس روپوں کے بدلے انہیں دشمنوں کے حوالے کردیا۔ یہ کیسا نازک وقت تھا۔ کیسی افسوسناک گھڑی تھی۔ یہ کس قدر اپنی جانوں کو قربان کردینے کا موقع تھا۔ مگر ان کے مرید۔ ہاں وہ مرید جو صرف نام کے تھے۔ جنہوں نے اپنے اخلاص کا کوئی نمونہ نہ دکھایا تھا۔ اس نازک وقت میں بھی مسیح کی خدمت کرنے سے جی چرا گئے۔ بلکہ بھاگ گئے۔ اور مسیح کو اکیلا خونخوار دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر چلے گئے۔ لکھا ہے:۔

"سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے" متی ۲۶/۵۶

حواریوں کی بدحواسی

آخر بقول عیسائیاں مسیح علیہ السلام صلیب دیئے گئے۔ اور بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ ہوکر جہنم کی سزا میں وہ تین روز تک مبتلا رہے۔ مگر تین روز کے بعد وہ دوبارہ زندہ ہوئے۔ اور اپنے حواریوں سے آملے مگر وہ حواری جنہوں نے عمر بھر مسیح کی مشکلات میں اُن کا ساتھ نہ دیا تھا۔ اس خوشی کی گھڑی میں بھی جب اُن کا پیارا آقا اُن کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ یہ خیال کرتے رہے۔ کہ وہ مسیح کو نہیں۔ بلکہ کسی بھوت کو دیکھ رہے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"ہفتے کے پہلے روز جب وہ (یسوع) سویرے جی اٹھا۔ تو پہلے مریم مگدلینی کو جس میں سے اس نے سات بدروحیں نکالی تھیں دکھائی دیا۔ اس نے جاکر اس کے ساتھیوں کو جو ماتم کرتے اور روتے تھے۔ خبر دی۔ اور انہوں نے یہ سن کر کہ وہ جیتا ہے۔ اور اس نے اُسے دیکھا ہے یقین نہ کیا۔ اس کے بعد وہ دوسری صورت میں ان میں سے دو کو جب وہ دیہات کی طرف پیدل جارہے تھے دکھائی دیا۔ انہوں نے بھی جاکر باقی لوگوں کو خبر دی۔ مگر انہوں نے بھی ان کا یقین نہ کیا۔ پھر پیچھے وہ اُن گیارہ کو بھی جب کھانا کھانے بیٹھے تھے۔ دکھائی دیا۔ اور ان کی بے اعتقادی اور سخت دلی پر ملامت کی۔ کیونکہ جنہوں نے اس کے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا۔ انہوں نے اُن کا یقین نہ کیا تھا" مرقس ۱۶/۹ تا ۱۴

اسی طرح لکھا ہے:۔

"وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے۔ کہ یسوع آپ ان کے بیچ میں آکھڑا ہوا۔ اور اُن سے کہا۔ تمہاری سلامتی ہو۔ مگر انہوں نے گھبرا کر اور خوف کھاکر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ اُس نے اُن سے کہا۔ کہ تم کیوں گھبراتے ہو۔ اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھوکر دیکھو۔ کیونکہ رُوح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی۔ جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔ اور یہ کہکر اُس نے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے ان کو یقین نہ آیا (خوب) اور تعجب کرتے تھے۔ تو اُس نے اُن سے کہا۔ کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے اسے بھنی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اُس نے لیکر ان کے روبرو کھایا" لوقا ۲۴/۳۶ تا ۴۲

کسی شاعر نے بہت سچ کہا ہے ؎

فما اکثر الاخوان حین تعدھم
ولکنھم فی النائبات قلیل

اگر دوستوں کا تم شمار کرو۔ تو وہ ہزاروں اور لاکھوں بن جائینگے۔ مگر مصیبت کے وقت بہت تھوڑے اُن میں سے ثابت قدم رہینگے۔ یہی شعر ہمیں "حواریان مسیح" پر چسپاں ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ اور اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ "یسوع مسیح" کی قوت قدسیہ اناجیل مروجہ کی رُو سے کیسی سخت کمزور تھی۔ اور اسی لئے ان کی تربیت بھی نہایت ناقص رہی۔ اگر کسی مسیحی دوست کو ہماری یہ بات ناگوار گذرے۔ تو وہ خدارا سوچے کہ کیا مسیح علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا:۔

"یا تو درخت کو بھی اچھا کہو۔ اور اس کے پھل کو بھی اچھا یا درخت کو بھی بُرا کہو۔ اور اس کے پھل کو بھی بُرا۔ کیونکہ درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے" متی ۱۲/۳۳

پس شجرہ عیسویہ کے اثمار شیریں کا ہمیں کوئی نمونہ دکھاؤ... بخدا ہم حضرت مسیح علیہ السلام کی قوت قدسیہ ماننے کے لئے طیار ہیں۔ لیکن ہمیں تو اس درخت پر جابجا کانٹے اور بدمزہ پھل دکھائی دے رہے ہیں۔ پھر ہم کیونکر اخفاء حق کریں۔ اور جھوٹی بات منہ سے کہکر خدا کے حضور ملزم بنیں۔ (باقی دارد)

(محمد یعقوب (مولوی فاضل) قادیانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدی مشن

کیا شاعری نبوت کے منافی ہے

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ما ابالی ما اتیت ان انا شربت تریاقا او تعلقت تمیمۃ او قلت الشعر من قبل نفسی رواہ ابو داود (مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی) میں پرواہ نہیں کرتا۔ جو میں کروں۔ اگر میں تریاق پی لوں یا تعویذ باندھ لوں یا خود شعر کہوں"

اس فرمان نبوی سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ شعر کہنا نبوت کے منافی نہیں۔ اگر نبوت کے منافی ہوتا۔ تو حضور ایسا ہرگز نہ فرماتے!

کیا آنحضرتؐ نے شعر کہے؟

مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کو شعروں سے بہت محبت تھی۔ حضورؐ دوسروں سے بھی شعر سنتے۔ خود بھی پڑھتے۔ دوسروں کے ساتھ مل کر بھی پڑھتے۔ اور بعض شعر آنحضرتؐ نے خود بھی کہے اور بعض کی تصحیح بھی کی۔

آنحضرتؐ کا سماع

عن عمرو بن الشرید قال ردفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً فقال ھل معک من شعر امیۃ بن الصلت شیء۔ قلت نعم قال ھیہ فانشدتہ بیتاً فقال ھیہ ثم انشدتہ بیتاً فقال ھیہ ثم انشدتہ بیتاً فقال ھیہ حتی انشدتہ مائۃ بیت رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب البیان والشعر)

عمرو بن شرید سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ ایک روز میں آنحضرتؐ کے پیچھے سوار ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کیا تجھے امیہ بن صلت کے کچھ شعر یاد ہیں۔ میں نے عرض کی۔ جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا پڑھ۔ میں نے ایک بیت آپ کو پڑھ کر سنایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اور پڑھ۔ پھر میں نے ایک بیت سنایا۔ آپؐ نے فرمایا اور پڑھ۔ یہاں تک کہ ایک سو شعر میں نے آپؐ کو سنائے۔ اسے مسلم نے روایت کیا!

اس قسم کی اور بھی بہت سے احادیث ہیں۔ جن سے آنحضرتؐ کا شعر سننا ثابت ہے۔

حضورؐ کا شعر پڑھنا

عن البراء قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینقل التراب یوم الخندق حتی اغبر بطنہ یقول ؎

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا
ان الاولی قد بغوا علینا
اذا ارادوا فتنۃً ابینا

یرفع بھا صوتہ ابینا ابینا متفق علیہ (مشکوٰۃ باب البیان والشعر)

براءؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم خندق کے روز مٹی نکالتے تھے۔ یہاں تک کہ حضورؐ کے بطن مبارک پر مٹی لگ گئی۔ اس وقت آپ یہ شعر واللہ لولا الخ پڑھتے تھے۔ اس حدیث کو مسلم و بخاری دونوں نے بیان کیا ہے۔

حضورؐ کے اپنے شعر

خندق کے روز خچر پر حضورؐ سوار تھے۔ اور یہ شعر آپؐ پڑھتے تھے۔ جو حضورؐ نے خود بنایا ؎

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

اس کے علاوہ جندب بن عبد اللہؓ سے صحیحین میں ثابت ہوا ہے۔ کہ ہم آنحضرت کے ہمراہ تھے ایک غار میں فنکبت اصبعہ یعنی آپ کی انگشت مبارک کو پتھر لگ گئے۔ تو آپ نے فرمایا ؎

ھل انت الا اصبع دمیت
وفی سبیل اللہ مالقیت

اسی طرح آپؐ نے فرمایا ؎

ان تغفر اللھم تغفر جما
وای عبد لک ما الما

حضورؐ کا شعر درست کرنا

حضورؐ کی مدح میں جب قصیدہ بانت سعاد پڑھا گیا۔ اور اس میں ایک مصرع یوں تھا ؏

مھند من سیوف الھند مسلول

تو آپؐ نے سیوف الھند کو کاٹ کر سیوف اللہ بنا دیا اور مصرع یوں بن گیا:۔

مھند من سیوف اللہ مسلول

ایک اعتراض اور اس کا جواب

مذکورہ بالا واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضورؐ کو شعروں سے بہت محبت تھی۔ اور آپؐ نے اپنے قول و فعل سے اس امر کی تردید فرما دی۔ کہ شعر ہرگز ہرگز نبوت کے منافی نہیں۔ لیکن قرآن کریم سورۃ یٰسین میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ان ھو الا ذکر و قرآن مبین ہم نے اسے شعر نہیں سکھایا۔ اور نہ یہ اس کے مناسب ہے یہ تو ذکر ہے اور قرآن مبین ہے۔ پس اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ شعر نبوت کے منافی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرما رہا ہے۔ کہ شعر حضورؐ کے مناسب اور شایان شان نہیں۔

شعر کی تعریف کی ضرورت

ایک طرف قرآن کریم ہے۔ اور ایک طرف صحیح احادیث اور تاریخی واقعات ہیں۔ اس لئے یہ ناممکن ہے۔ کہ قرآن کریم کے احکام کی خلاف ورزی کا صدور حضورؐ کی ذات کی طرف منسوب کیا جائے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ ہم شعر کی تعریف دریافت کریں۔ کہ شعر کہتے کسے ہیں۔ تا اس شعر میں جس کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے۔ اور اس شعر میں جو احادیث میں مذکور ہے۔ فرق معلوم ہو سکے

شعر کی تعریف ادباء کی اصطلاح میں

الشعر فی اصطلاح المتادبین ھو الکلام الموزون المقفی (کنز العلوم) ادباء کی اصطلاح میں شعر اس کلام کو کہتے ہیں جو موزون اور مقفی ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شعر کی تعریف منطقیوں کے نزدیک

القیاس الشعری مرکب من المقدمات المخیلۃ من حیث ھی مخیلۃ سواء کانت مصدقۃ بھا اولا وسواء کانت صادقۃ فی انفسھا اولا فتاثر النفس عنھا قبضاً اوبسطاً فاذا قیل للعسل انہ خمر اشتاق الشارب الیہ وسھل علیہ شربہ واذا قیل للعسل انہ مرۃ تنفر الطبع عنہ وکرہ ان یذوق عنہ مع انھما کاذبان! یعنی ایسی خیالی اور جھوٹی باتیں جن سے نفس پر اثر پڑے اچھا یا بُرا۔ جیسے جلاب کو اگر کہا جاوے۔ کہ یہ تو شراب کی طرح ہے۔ تو پینے والے کو اشتیاق پیدا ہوگا اور آسانی سے وہ اُسے پی لے گا۔ اور اگر شہد کے متعلق کہا جائے کہ یہ کھیوں کا پاخانہ ہے۔ تو شہد کھانے والے کے دل میں نفرت پیدا ہو جائیگی۔ اور وہ کھانا ناپسند کریگا حالانکہ یہ دونو تشبیہیں جھوٹی ہیں۔ والشعر قد یقال للتعجب وحدہ اور شعر کبھی محض تعجب پر بھی بولا جاتا ہے۔ (شرح مرقات مولانا عبدالحق خیرآبادی صفحہ ۳۶۲ و ۳۶۳)

قرآنی شعر سے مراد

ان ہر دو تعریفوں سے معلوم ہوا۔ کہ شعر دو مختلف قسم کے کلاموں پر بولا جاتا ہے۔ اور یہ لفظ مشترک ہے اس لئے جہاں آنحضرت صلعم کے شعر کہنے پڑھنے سننے کا ذکر ہے۔ وہاں سے مراد کلام موزون ہے۔ اور جہاں اس امر کا ذکر ہے۔ کہ شعر حضورؐ کے شایان شان نہیں۔ وہاں جھوٹا تخیل یا تعجب انگیز باتیں مراد ہیں۔ ور یہ واقعی نبوت کے منافی ہیں۔ خدا کے نبی دنیا میں حق اور صداقت کو پھیلانے آتے ہیں۔ اور ان کا کلام محکم اور واقع کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص ایسی جھوٹی باتیں بیان کرے۔ تو وہ ہرگز ہرگز نبی نہیں ہو سکتا۔ لیکن موزون اور مقفی کلام اور اس میں حقائق و معارف کا بیان ہو۔ وہ ہرگز نبوت کے منافی نہیں۔ لیکن اگر موزون اور مقفی کلام میں بھی جھوٹی اور خلاف واقع باتیں بیان ہوں۔ تو وہ خلاف واقع باتوں کی وجہ سے بُرا کلام کہلائیگا۔ نہ کہ وزن و قافیہ کی وجہ سے۔ جیسے حضورؐ نے فرمایا۔ عن عائشۃ قالت ذکر عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الشعر فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھو کلام فحسنہ حسن وقبیحہ قبیح رواہ الدارقطنی وروی الشافعی عن عروۃ مرسلاً۔ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے حضور شعروں کا ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ ایک کلام ہے۔ اس میں سے جو اچھا ہے۔ وہ واقعہ میں اچھا ہی۔ اور جو بُرا ہے۔ وہ بُرا ہی ہے۔ روایت کیا اسے دارقطنی نے اور روایت کیا شافعی نے عروہ رض سے مرسلا طور پر۔ (عبدالاحد مولوی فاضل)

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ایک پرانی مثل ہے ؎

اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سوجھی

یا بلّی کو خواب میں چھیچھڑے ہی نظر آتے ہیں۔ غرض ہر شخص ہر چیز کو اپنے مذاق کے مطابق دیکھتا اور لیتا ہے۔ فولاد کو اگر ایک طبیب یا ڈاکٹر دیکھے گا۔ تو وہ یہ خیال کرے گا۔ کہ اس کے مناسب استعمال سے کمزور مریضوں میں خون پیدا کیا جا سکتا ہے۔ قدرت نے اس کی پیدائش میں یہ غرض رکھی ہے۔ اگر ایک انجنیر لوہے کے متعلق غور کرے گا۔ وہ اس سے کسی انجن یا مشین کی ایجاد کریگا۔ لیکن اگر ایک چور یا ڈاکو لوہے کے اوصاف اور غرض وغایت پر غور کرے گا۔ تو وہ اس کی پیدائش کی غایت ایسے آلات تیار کرنا سمجھے گا۔ جو چوری کرنے ڈاکہ مارنے میں کام آسکیں۔ چنانچہ ؎

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

کے مطابق انسانی پیدائش کی غرض وغایت سوامی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے باب ۴ میں یہ بیان کی ہے:۔

"مرد و عورت کی پیدائش کا مدعا یہ ہے۔ کہ دھرم اور ویدک بتائے ہوئے طریق کے مطابق بیاہ یا نیوگ کر کے اولاد پیدا کریں"

پس سوامی جی کے نزدیک مرد و عورت کی پیدائش کی غرض وغایت جس طرح بن پڑے اولاد پیدا کرنا ہے۔ جو کہ بہت ہی ادنیٰ خیال ہے۔ بھلا جن لوگوں کے مذہب کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہو۔ کہ مرد و عورت کیسر جاوتری جائفل کھا کر بوٹی سنکوچ کرتے ہوئے دماغ میں اس مقصد کو لے کر کہ ہماری زندگی کا مدعا برہم چارن ہے۔ پھر دن رات اسی شغل میں لگے رہیں۔ اُس مذہب کی رفعت۔ بزرگی۔ اخلاقی و روحانی تعلیم و تربیت خوب ظاہر ہے۔

اس کے مقابلہ میں آپ کو اسلام انسانی پیدائش کی غرض وغایت یہ بتاتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی نہیں پیدا کیا جن وانس کو لیکن اس واسطے کہ وہ عبادت الٰہی بجا لا کر روحانی ترقی حاصل کرتے ہوئے خدا کے مقرب بن جائیں۔ اور دائمی قرب حاصل کر کے مسرور رہیں۔

اب ہر ایک متلاشی حق۔ مہذب اور خدا پرست کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ ویدک دھرم نے جو پیدائش کی غرض بتائی ہے وہ اعلیٰ ہے یا اسلام نے جو پیدائش کا مدعا بیان کیا ہے۔ وہ افضل ہے اور دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ ویدک دھرم میں پیدائش کا مدعا نہایت ادنیٰ بتایا گیا ہے جو کہ ایک فعل کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور جو اسلام نے بتایا وہ کتنا پاکیزہ اور بلند ہے۔

اسی ایک نمونہ سے جو ویدک دھرم کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ اور جو کہ انسانی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی بیان کیا ہے۔ ویدک دھرم کی ادنیٰ تعلیم اور ترقی کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ جو کہ اس کے مدنظر ہے۔ ادھر اسلام انسان کو باخدا انسان بننے کی طرف لے جاتا ہے۔ اور زندگی کا مقصد ایک اعلیٰ ترقی ایسی ترقی کہ خدا قدوس و برتر سے شرف مکالمہ ومخاطبہ حاصل کیا جائے پیش کرتا ہے اور انسان کے اخلاق اور روحانیت کو بلند کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور اُدھر ویدک دھرم جائفل جاوتری والے پان کھا کر برہم چارن میں مشغول ہو جانے کو پیش کرتا ہے۔ اسی ایک حوالہ سے ویدک دھرم کا ادنیٰ اور اسلام کا اعلیٰ و افضل ہونا ظاہر ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن نا

احمدیت اور پیغامیت پر تبصرہ

(۳)

چند روز ہوئے کہ اخبار پیغام صلح میں سیالکوٹ کے ایک شخص کا مضمون بعنوان "قادیانی خلافت کا فتنہ عظیم" اور "لاہوری جماعت کو اس کے انسداد کی پہلی فکر کرنی چاہیئے" چھپا۔ جس میں نامہ نگار نے قادیانی جماعت کی ترقی کے تین اسباب بتائے ہیں۔ یعنی

(۱) خلیفہ قادیان کو بزرگ انسان کا بیٹا سمجھ کر لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔

(۲) کثیر حصہ ان لوگوں میں جُہلا کا ہے۔

(۳) جیسا کہ حضرت صاحب علیہ السلام نے لکھا ہے۔ کہ مرکز قادیان ہونا چاہیئے۔ اس مرکز کا خیال کر کے لوگ اس طرف زیادہ داخل ہوتے ہیں۔

اور ان کے مقابل لاہوری جماعت کو صرف فوقیت اس بات پر رہی ہے۔ کہ ان کے پاس حق ہے۔ جو ان ہر سہ امور پر فائق ہے ؛

مضمون کی بحث سے قطع نظر کرتے ہوئے مضمون نگار کی قابلیت علم اس کے مضمون کے عنوان سے ہی ظاہر ہو جاتی ہے۔ جس میں وہ قادیانی جماعت کی ترقی کو قادیانی فتنہ سے تعبیر کرتا ہے۔ گویا اس کے نزدیک جو قوم ترقی کرے۔ وہ فتنہ ہے۔ اور جو تنزل اختیار کرے وہ امن پسندی ہے۔ جلّ جلالہ۔ لیکن جو ذرائع اس نے موجب ترقی درج کئے ہیں۔ ان پر بھی روشنی ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مضمون نگار کے فہم و ادراک پر تعجب آتا ہے۔ کہ اس نے اپنے قیاسات کے اظہار میں واقعات کو کہاں نظر انداز کیا۔ ورنہ وہ ایسے لچر دلائل پر خود بھی مضحکہ اڑاتا۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ کہ ان ہر سہ وجوہات کا ایسی قوم کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ جس کے دل میں احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے نہ حضرت اقدس علیہ السلام کی پاسداری ہے۔ نہ مرکز کے سوال کو وہ کوئی اہمیت دیتا ہے۔ اور اگر ترقی سے مراد مضمون نگار کی صرف اسی قدر ہے۔ کہ ایسے لوگ ان میں شامل ہوتے ہیں۔ جنہوں نے پہلے سے ہی حضرت مسیح موعودؑ کو مانا ہوا ہوتا ہے۔ تو یہ وجہ معقول ہوتی۔ بشرطیکہ ترقی اسی قوم تک محدود ہوتی۔ مگر یہاں تو ترقی ہر ایک با مذہب و ملت کو اپنے اندر شامل کرنے پر حاوی ہے۔ اور زیادہ تر جماعت میں غیر احمدی ہی شامل ہوتے ہیں۔ کوئی دَور یا تسلسل کا مسئلہ تو نہیں۔ کہ احمدی ہی چکر کھاتے کھاتے اپنی تعداد کو مکرر سہ کرر بڑھا رہے ہیں۔ پس جب ترقی جماعت کا موجب غیر احمدیوں کا اس جماعت میں شامل ہونا ہوا۔ تو پھر مضمون نگار کے دلائل کی کوئی وقعت باقی نہ رہی۔ اور اس کے وجوہات بیان کردہ موجب ترقی نہ ہوئے۔ بلکہ تبلیغ اور محض تبلیغ اُن کے روح پر بجلی کا اثر کرتی ہے۔ اور اللہ کی توفیق سے وہ جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ کثیر تعداد اس جماعت میں شامل ہونے والوں کی جہلاء پر مشتمل ہے۔ یہ بھی اپنے غلط اور بے ثبوت ہونے میں دلیل کی محتاج نہیں۔ کیونکہ مذہب و عقائد کا بدلنا ایک عقلمند انسان کے لئے جلد ممکن ہے لیکن ایک جاہل و نادان کے لئے یہ آسان بات نہیں تجربہ شاہد ہے۔ کہ آئے دن تبلیغ میں ایسے مخالف کا جو جواب سننے میں آتا ہے۔ وہ یہی ہوتا ہے۔ کہ ہم اپنے بزرگوں کا مذہب نہیں چھوڑ سکتے۔ پس احمدیت کو قبول کرنے والا جاہل نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ وہ دلائل سنکر اس کو لبیک کہتا ہے۔ اور جہالت کا پردہ توڑ کر اُن لوگوں میں شامل ہوتا ہے۔ جن کی نسبت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاہل نہیں بلکہ عالم ہونیکا فتوی دیتے ہیں۔ اور امام الزمان کے منکر کو جاہل قرار دیتے ہیں۔ غور کرو اس حدیث پر۔ کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ پس جس قوم کو خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم قرار دیں اس کو جاہل کہنا کہاں کا حق ہے۔ علاوہ ازیں احمدیت ایک ایسا مقام ہے۔ جس کو اختیار کرنے سے ایک شخص کو ہر رنگ کے مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پس ایسا کون انسان ہے۔ جو بلا سوچ و سمجھ ایسا راستہ اختیار کر لیوے۔ جس میں صلہ رحمی سے جواب ملنے کا اندیشہ ہے۔ عزیز و اقرباء کی مخالفت سر پر کھڑی ہے۔ اور ادھر یہ حال کہ جماعت میں شامل ہونے سے کچھ مال بھی نہیں ملتا۔ بلکہ اپنے پاس سے ہی کچھ جاتا ہے۔ پس ایسے لوگ جملۃً کسی طرح جاہل نہیں کہلا سکتے ؛

اصل بات یہ ہے۔ کہ اس جماعت نے اپنے اصولوں کو نہیں چھوڑا۔ اعلائے کلمۃ الحق میں۔ وہ اپنی جانوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ علی رؤس الاشہاد مخالف کو یہ کہنے سے دریغ نہیں کرتی۔ کہ احمدیت سے باہر رہنے میں۔ اس کی نجات نہیں۔ کنتم خیر امۃ اُخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کے ماتحت وہ اپنے ہی آپ کو مخصوص جماعت قرار دیتی ہے۔ اور احمدیت کو منوانا خدا اور رسول کے احکام کے ماتحت اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اس کا یہ اصول نہیں ہے کہ اُس بات سے کچھ نقصان نہیں کہ فلاں شیعہ کہلاتا ہے۔ فلاں اہل سنت فلاں حنفی۔ فلاں اہل حدیث۔ جب تک کہ یہ سارے مسلم کہلاتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ سب اپنی اپنی جگہ پر اسلام اور مسلمانوں کی بہتری کیلئے کچھ کام کرنے والے ہوں۔ اگر مل کر کام نہیں کر سکتے۔ تو اپنی اپنی جگہ پر علیحدہ علیحدہ ہی کام کریں" جیسا کہ حضرت امیر جماعت لاہور کا خیال ہے (ملاحظہ ہو اخبار پیغام صلح ۲۸ر مئی ۲۹ء بعنوان ملکی بحثیں) بلکہ یہ جماعت حسب رائے حضرت مسیح موعودؑ سوائے احمدیت کے غیروں کے اسلام کو مردہ اسلام سمجھتی ہے۔ اور یہ یقین کرتی ہے۔ کہ احمدیت کے بغیر اشاعت اسلام کا ہونا اثر پذیر نہیں ہو سکتا۔ وہ احمدیت کے نہ ماننے والوں کو خدا کی گرفت کی وعید دلاتی ہے۔ اور یا بنی آدم اِمّا یاتینکم رُسُل منکم منکم کا فرمان پیش کر کے اس عہد کے وفا کی فرضیت ہر شخص پر لازم قرار دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس میں روزمرہ ترقی ہوتی ہے۔ اور یہ جملہ امور تبلیغ کی راہ میں لاہوری جماعت نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظر انداز کر کے محض قادیانی جماعت کو زک دینے کی خاطر اسی پر اکتفا کر لیا ہے۔ کہ وہ اپنے موجودہ عقائد غیر احمدیوں کے سامنے پیش کر کے ان کی تائید وتحسین پر ہی شاکر ہو جاتے ہیں۔ یہی فرق ہے ہر دو جماعتوں کی رفتار ترقی میں ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ اصول بھی صحیح ہوں۔ کارنامے بھی پیش کئے جاویں۔ لیکن ترقی کی رفتار سرعت کا نمونہ نہ دکھائے۔ نصرت وفتح الہٰی اسی قوم کے شامل حال ہوتی ہے۔ جو اپنے راستی کے اصول پر گامزن ہو کر ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا۔ دین اللّٰہ میں افواج کی مانند داخل ہونا نصرت وفتح کی نشانی ہے۔ نہ کہ پیری مریدی کے فتوے کے موجب۔ پس اس قدر اظہر من الشمس صداقت کے ہوتے ہوئے مقابل میں یہ کہنا۔ کہ ہم تھوڑے ہیں اور تھوڑے ہی راستباز ہوتے ہیں موجب تسکین نہیں ہو سکتا ؛

علاوہ ازیں لاہوری جماعت کی طرف سے مقابلۃً اپنی صداقت کی تائید میں یہ دلیل بھی پیش ہوتی ہے کہ ہمارا کام اور اشاعت وتالیف بہت زیادہ ہے قادیانی جماعت اس کے موازنہ سے قاصر ہے۔ یہ دلیل بھی اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے کیونکہ اشاعت اسلام کی خاطر خود بانی سلسلہ نے ۸۰ سے زائد کتب تحریر فرما کر براہین ودلائل کا ہر پہلو سے مکمل ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ اب اگر کوئی کتاب لکھے گا۔ بھی تو اس سے یہی قیاس مستنبط ہوگا۔ کہ حضرت اقدس کا ہی لٹریچر مختلف پیرایہ میں اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔ وس میں جماعت لاہوریہ کو وہی شخص فوقیت دے سکتا ہے۔ جو قادیانی جماعت کے لٹریچر سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔ اور اگر مبلغین کا مقابلہ کیا جائے تو علماء کی کثرت اور ثمرۂ تبلیغ کا پہلو قادیانی جماعت میں ایک طرف وزن دار ہونے میں تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہیں ممالک غیر میں ان کی تبلیغ کے ثمرہ میں نو مسلم احمدیت سے بھی واقف نظر آتے ہیں۔ لیکن لاہوری جماعت کی تبلیغ میں یہ اثر مفقود ہے ؎ (باقی دارد)

دیانندی مشن

اسلام اور آریہ سماج

(۱)

چودہ نومبر ۲۹ کے اخبار "آریہ ویر" میں ہمیں ایک مضمون مہاشہ پریم چند کا بعنوان "آریہ سماج اور اسلام" نظر آیا۔ اور چونکہ یہ موضوع بہت دلکش اور قابل مطالعہ تھا۔ اس لئے ہم نے گہری توجہ اور پورے غور کے ساتھ اُسے پڑھنا شروع کیا۔ اور ہمارا جاذب توجہ زیادہ تر وہ فقرہ ہوا۔ جو اس مضمون کی ابتداء میں ہی اس طرح لکھا ہوا تھا۔ کہ

"یہ خود غرضیوں کی گھٹا ٹوپ اندھیری کو چھن چھن کر بولے کرم یوگی رشی دیانند جی کے فیوض کا پرنیام ہے۔ کہ ہم مذہب اسلام کے ساتھ آریہ سماج کا اصولی موازنہ کرنے لگے ہیں"

ہمیں خواہش ہوئی کہ دیکھیں۔ آخر کون سے وہ دلائل ہیں جن کی بنا پر آریہ سماجی اپنے مردہ مذہب کو اسلام پر فوقیت دیتے ہیں۔ اور کس طرح اسلام کے ناکارہ اور ناقابلِ عمل ہونے کا وہ کوئی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ مگر افسوس ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

سارا مضمون پڑھ ڈالا۔ اوّل سے آخر تک اسے بغور دیکھا۔ مگر کوئی بھی بات ایسی نظر نہ آئی۔ جسکی وجہ سے اسلام پر آریہ سماج کو افضلیت حاصل ہوتی۔ البتہ صرف شاردا بل کی آڑ میں اُس نے آریہ سماج کو فاتح اور اسلام کو نعوذ باللّٰہ مفتوح قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"زمانہ ایسی ضروریات خود پیدا کریگا۔ جس سے آرین قوانین کا سنچار ہو۔ جس کی زندہ مثال شاردا بل ہے یہی آریہ سماجی عقیدہ کی اسلام پر زبردست فتح ہے"

شاردا بل اور آریہ سماج

مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ اس قانون کے لحاظ سے انہیں بھی طور پر خطرناک شکست پہنچی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اس قانون میں ۱۴ سال کی لڑکی اور ۱۸ سال کے لڑکے کو شادی کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر ان کے "مہرشی دیانند جی" اس عمر کو شادی کے قابل ہرگز نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"شاستروں کے قواعد۔ اور قوانین قدرت کے مشاہدہ اور غور وفکر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سولہ برس سے کم عمر عورت اور ۲۵ برس سے کم عمر کا مرد کبھی حمل ٹھہرانے کے قابل نہیں ہوتا۔ ان اصولوں کے برعکس جو عمل کرتے ہیں وہ تکلیف اٹھاتے ہیں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۹)

اب اگر واقعی آریہ سماجی اپنے عقائد پر پختہ اور اپنے مذہب پر فریفتہ ہیں۔ اور اگر فی الواقع آریہ سماج کو وہ افضل بتلانا چاہتے ہیں۔ تو ان کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اس بل کی خلاف ورزی کریں۔ اور اپنے رشی کے حکم کی وہ تعمیل کریں۔ مگر وہ کس لئے اس قانون کی مخالفت نہیں کرتے۔ اور وہ کیوں اس قسم کے قانون پاس نہیں کرواتے۔ کہ ۲۵ سال سے کم عمر کا لڑکا اور سولہ برس سے کم عمر کی لڑکی چونکہ حمل ٹھہرانے کے قابل نہیں ہوتے اس لئے وہ ہرگز قابل شادی قرار نہ دیئے جائیں۔ لیکن اب جبکہ ۱۴ سال کی لڑکی کو اور ۱۸ برس کے لڑکے کو وہ شادی کے قابل سمجھ رہے ہیں۔ تو لازماً وہ اپنے رشی کے احکام سے بھی پہلو تہی کر کے انہیں چھوڑ رہے ہیں۔ اور یہ دلیل ہے۔ کہ آریہ مذہب اپنی بنیادوں سے ہل چکا۔ اور اب وہ زمانہ کی ہوا کے مطابق اِدھر اُدھر رُخ پلٹنے لگ گیا۔ آہ حالت تو یہ۔ مگر کہا جاتا ہے۔ کہ یہ آریہ سماج کی فتح ہے۔ اے نادان اسے کس طرح فتح کہہ سکتے ہو۔ یہ تو ایک نشان ہے۔ جس نے ظاہر کر دیا۔ کہ اب آریہ اپنے مذہب کی کوئی قدر نہیں کرتے۔ اور وہ پرانے قوانین سے بیزار ہو کر انہیں ترک کر رہے ہیں۔ کاش کہ آریہ لوگ اس نکتہ کو سمجھ جائیں۔ اور وہ بجائے خوش ہونے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

…اپنے مذہب کے انجام پر غور کریں۔ اگر اسی طرح ایک ایک کر کے سب آریہ سماجی عقائد کے خلاف قانون پاس ہوتے چلے گئے۔ تو مذہب معلوم ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

شاردا بل اور ہندو دھرم

پھر شاردا بل نہ صرف آریہ سماج کے بانی مہرشی دیانند کے خلاف ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہندو دھرم کے شاستروں کے بھی بالکل مخالف ہے۔ اور در اصل اس قانون نے جہاں آریوں کے عقائد کو ناممکن العمل ثابت کر دیا۔ وہاں ہندو دھرم اور ان کے مذہبی شاستروں کو بھی بالکل بیکار کر دکھایا۔ چنانچہ اخبار "کرم ویر" سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔ کہ کم سن لڑکیوں کی بڑے بڑھوں سے شادی کر دینا ہندو دھرم کے مطابق خاص طور پر ضروری امر ہے کیونکہ اس قسم کی ایک شادی کا وہ ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جب لڑکی کے والد نے دبی زبان سے اعتراض کیا۔ کہ گنڈا مل سترا بہترا ہے" تو پنڈت نے شاستر کھول کر اس کے آگے رکھ دیا۔ کہ دیکھو اس میں کیا لکھا ہے۔ وہاں لکھا تھا:۔

"جو شخص کہ بڈھے کو اپنی لڑکی دیگا۔ اسے گنگا مائی میں ایک کروڑ بار اشنان کرنے کا پھل ملیگا۔ اسکی لڑکی سیدھی سورگ میں جائیگی" (۳۰ جولائی)

غرض شاستروں میں باوجود یہ حکم ہونے کے پھر بھی ایسی شادیوں کے خلاف نہ صرف آواز اٹھانا۔ بلکہ ان میں روک ڈالنے کے لئے ایک خاص قانون بھی پاس کروا لینا ظاہر کرتا ہے۔ کہ ہندو اپنے شاستروں سے یقینی طور پر بیزار ہیں اور اب وہ اپنے مذہبی عقائد سے سخت تنگ ہیں۔ اور جب خود اپنے مذہب اور اپنے شاستروں کے خلاف وہ خوشی خوشی چل رہے ہیں۔ تو بتلاؤ یہ ہندو دھرم کی فتح ٹھہری یا شکست؟ افسوس ؎

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب
ورنہ قبلہ تھا ترا رُخ کافر و دیندار کا

مگر کچھ بھی ہو۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ اب آریہ اپنے شاستروں کے قوانین کو بالائے طاق رکھ رہے ہیں۔ اور وہ ان پر عمل کرنا اپنی قومی ترقی کے راستہ میں خطرناک روک سمجھ رہے ہیں۔ چنانچہ اسی شاردا بل کے خلاف جو ہندو اس بناء پر آواز اٹھا رہے تھے۔ کہ چونکہ ہندو دھرم میں بچپن کی شادی کا خاص طور پر حکم ہے۔ جیسا کہ سیتا کی شادی بھی صغر سنی میں ہوئی تھی۔ اس لئے اسے جرم قرار دینا ان کے مذہبی معاملات میں دست اندازی ہے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے آریہ اخبار "تیج" لکھتا ہے۔

"اب وقت آگیا ہے۔ کہ دھرم شاستر اور شریعت کے ان قوانین کو بالائے طاق رکھ دیا جائے۔ جو ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں مفید اور سود مند ہوں مگر تبدیل شدہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے قطعی ناکارہ اور مجلسی و قومی ترقی کے رستے میں رکاوٹ ثابت ہو رہے ہیں"

(۹ ستمبر)

اب اس اعلان پر نگاہ ڈالو۔ اور پھر آریہ ویر کے ناواقف نامہ نگار کا یہ فقرہ پڑھو۔ کہ "یہ آریہ سماجی عقیدہ کی اسلام پر زبردست فتح ہے" اور پھر سوچو۔ کہ اسے کیا ہو گیا۔ وہ اتنا بھی نہیں جانتا۔ کہ اسی شاردا بل نے تو ان کے دھرم شاستروں کو ناکارہ ثابت کر دیا۔ مگر نادان کہتا ہے۔ کہ یہ اسلام پر زبردست فتح ہے۔ ایسی فتح اس کو مبارک ہو۔ یہ فتح نہیں۔ بلکہ شکست ہے۔ اور شکست بھی فاش ٭

در اصل بات یہ ہے۔ کہ چونکہ ہندوؤں میں صغر سنی کی شادی کا رواج نہایت کثرت سے پایا جاتا تھا۔ اور ان کا دھرم اس قسم کی شادی کو ضروری بھی قرار دیتا تھا۔ اس وجہ سے ہندوؤں میں بکثرت بچپن کی شادیاں ہوئیں۔ اور چونکہ ہندوؤں میں بیواؤں کی شادی بھی ممنوع ہے۔ اس لئے ان میں ایسی کثیر التعداد لڑکیاں پائی جاتی ہیں۔ جو بلوغت کو پہنچنے سے قبل ہی بیوہ ہو گئیں۔ اور پھر جب وہ جوانی کو پہنچیں۔ تو بغیر شادی رہنے پر مجبور کی گئیں۔ اور اس طرح وہ لڑکیاں بہت سی خرابیوں کا موجب بنیں۔ الغرض ان تمام مشکلات سے رہائی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اسمبلی میں مسٹر ہربلاس شاردا ممبر اسمبلی کے ذریعہ یہ قانون پیش کر دیا۔ اور چونکہ اس کے پاس ہو جانے سے لازماً ایسی شادیوں میں کمی ہو جائے گی۔ اس لئے وہ خوش ہیں۔ اور اپنے لئے اسے نعمتِ ربی سمجھتے ہیں مگر باوجود اس کے ہم یہ بات ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اس قانون کے پاس ہو جانے سے آریہ سماج کی فضیلت اسلام پر کس طرح ثابت ہوگئی۔ کیا اسلام نے ۱۴ یا ۱۸ سال کی عمر میں شادی ممنوع کی ہوئی تھی۔ جو آریہ سماجی خوش ہو رہے ہیں۔ کہ اب اسلام پر ہمیں فضیلت ہوگئی۔ یا آخر کونسی وجہ ہے۔ جس کی بناء پر انہیں اس ذریعہ سے فضیلت حاصل ہوئی ٭

مگر ہاں اسلام چونکہ جامع اور مکمل مذہب ہے۔ اور وہ کسی انسان کا بنایا ہوا قانون نہیں۔ بلکہ خدائے قادر و برتر کا نازل کردہ مذہب ہے۔ اس لئے اس نے تمام ضروریات کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو بچپن کی شادی کی اجازت بھی دی ہے۔ اور گورنمنٹ کا اس قانون کے ذریعہ سے مسلمانوں پر بھی یہی پابندی عائد کرنا ہرگز صحیح نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ ہم مسلمان آریوں یا ہنود کی طرح اپنی ترقیات کے لئے انسانی قوانین کے محتاج نہیں۔ بلکہ خدا نے جب ہمارے لئے خود کامل ہدایت نامہ اتار دیا ہے۔ تو ہمیں ان قانونوں میں پابند کرنا ہمارے تمدن میں مداخلت ہے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ مسلمانوں کے اس جائز مطالبہ کو ہر طرح پورا کریگی۔ اور وہ جلد سے جلد مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیگی مگر یہ ایک الگ بحث ہے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ شاردا بل سے سماجیوں اور ہندوؤں کو مذہباً نہایت شکست پہنچی ہے۔ اور ان کے عقائد کو اس نے چکنا چور کر دیا۔ کیونکہ آریہ سماجی سولہ ۱۶ اور پچیس ۲۵ برس کی عمر میں اور ہندو بچپن کی عمر میں شادی کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر لامذہبی کا بڑا ہو۔ الٹا اس کی تائید کی جاتی۔ اور اپنے مذہب سے علیحدگی ظاہر کیجاتی ہے۔

پس مہاشہ پریم چند کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اس دلیل پر دوبارہ غور کریں۔ اور ایسے بوسیدہ تنکوں کے سہارے پر اپنے مذہب کو کھڑا کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اور اسلام کے مقابل کوئی معقول بات لیکر آئیں۔ …

…ایسی کمزور باتوں سے خدا کے فضل سے اسلام ہرگز مغلوب ثابت نہیں ہوسکتا۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ ٭ (باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفریحات

جو لوگ شہر سے دور "شہر یار سے دُور" یعنی دیہات میں رہتے ہیں۔ ان کے ہاں بعض ایسی اصطلاحات مروّج ہوتی ہیں۔ جو شہروں میں بسنے والوں کے لئے سرمایۂ تفریح ثابت ہو جاتی ہیں۔ مثلاً دیہات میں بسنے والے بھائی ہسپتال کو عام طور پر "ڈاک خانہ" کہتے ہیں۔ اور جہاں تک ہم نے غور کیا ہے۔ اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ چونکہ ہسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹر کہلاتے ہیں۔ اس لئے اس کی نسبت سے ہسپتال کو "ڈاک خانہ" کہا جاتا ہے ۔

حیرانی تو یہ ہے۔ کہ باوجودیکہ قادیان کوئی ایسا بڑا شہر نہیں۔ لیکن پھر بھی اس میں بعض اچھے خاصے تعلیم یافتہ ایسے جہلاء موجود ہیں۔ جو "ڈاک خانہ" کا رستہ پوچھنے والے دیہاتی بھائیوں کو سیدھا پوسٹ آفس پہنچا دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض دیہاتی عورتیں پوسٹ آفس قادیان میں پہنچکر سب پوسٹماسٹر صاحب سے اپنی یا اپنی بیٹی کی آنکھ میں دارو ڈلنے کی درخواست پیش کر دیتی ہیں۔ یا اپنے بیٹے کے لئے "تاپ" کی دوائی کا مطالبہ شروع کر دیتی ہیں ۔

ہمارے ایک دوست نے جو محلہ دارالفضل میں رہتے ہیں۔ چند روز ہوئے اپنے نووارد دیہاتی ملازم سے کہا۔ کہ جاکر ڈاک خانہ سے پتہ کرو۔ ہمارا کوئی پارسل یا خط آیا ہے یا نہیں۔ وہ ملازم گیا۔ اور دو تین منٹ کے بعد ہی واپس آکر کہنے لگا۔ کہ جناب وہاں تو تالے پڑے ہوئے ہیں۔ اور کوئی شخص موجود نہیں۔ ایک تو اس کے اس قدر جلد لوٹ آنے سے۔ اور دوسرے اس وجہ سے کہ ایک دو بجے ڈاک خانہ کا بند ہونا ایک عجیب بات تھی۔ حالانکہ اس دن کوئی گزیٹڈ تعطیل نہ تھی۔ ہمارے دوست کو کچھ شک سا ہوا۔ اور انہوں نے تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ملازم صاحب نور ہسپتال کو بند دیکھ کر لوٹ آئے ہیں۔ یہ بھی اچھا ہوا۔ کہ اس وقت ہسپتال بند تھا۔ ورنہ خدا معلوم وہ کارکنوں کو کس قدر پریشان کرتا۔ کیونکہ اس کے آقا نے کمال وثوق سے اسے کہا تھا۔ کہ کوئی نہ کوئی چیز ضرور آئی ہوگی۔ اور وہ لے کر ہی آنا۔ خواہ کچھ دیر ٹھہرنا ہی پڑے۔ اگر ہسپتال کھلا ہوتا۔ تو وہ یقیناً کارکنان کے انکار کے یہی معنی لیتا۔ کہ یہ مجھے ٹال رہے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ ان کی فراغت کے انتظار میں وہیں بیٹھا رہتا۔

بعض دیہاتی جو کسی شہر میں کچھ عرصہ "نوکری" کر آتے ہیں۔ وہ ڈاک خانہ اور ہسپتال کے صحیح مفہوم کو سمجھ جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی قسم کے ایک دیہاتی نے چند روز ہوئے کسی سے ڈاک خانہ کا راستہ دریافت کیا۔ اس شخص نے عام دیہاتی محاورہ کے مطابق ڈاک خانہ سے ہسپتال ہی سمجھا۔ اور سائل کو نور ہسپتال کے پھاٹک پر پہنچا دیا۔ اس وقت ہسپتال کے کام کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ اور سٹاف کے ممبر میز پر بیٹھے دفتری کام میں مشغول تھے۔ چنانچہ اس شخص نے کمال متانت سے موازی ۶ر آنے کے پیسے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی میز پر رکھدیئے۔ کہ صاحب تین آنے کے کارڈ اور تین آنے کے لفافے دیدیجئے ۔

عام طور پر یہ ایک رواج سا ہو گیا ہے۔ کہ اگر کسی دوست کے ہاں کوئی تقریب سعید ہو۔ تو وہ اخبار میں اشاعت کے لئے اس کی اطلاع خود نہیں دیتا۔ بلکہ اپنے کسی عزیز یا دوست کے نام سے ہی ارسال کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ حالانکہ یہ کوئی شرعی حکم نہیں۔ پھر بھی بپاس وضعداری ایسا کرنا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

پچھلے دنوں ہمارے دفتر میں ایک کارڈ موصول ہوا کہ میرے فلاں عزیز کے ہاں لڑکا تولد ہوا ہے۔ اخبار میں دعا کے لئے اعلان کر دیں۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ خط کے نیچے بطور فرستندہ جن صاحب کا نام درج تھا وہ خط موصول ہونے کے دوسرے ہی روز قادیان تشریف لے آئے۔ اور جمعہ کی نماز سے قبل راقم الحروف سے ملے خاکسار نے عرض کیا۔ کہ آپ کا گرامی نامہ مل گیا ہے جلد ہی درج اخبار ہوگا۔ لیکن انہوں نے کسی قسم کا خط ہمیں یا دفتر میں ارسال کرنے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ ولادت فرزند سے بھی کلی طور پر لاعلمی کا اظہار کیا۔ اور ہمیں اسوقت معلوم ہوا۔ کہ جن صاحب کے فرزند تولد ہوا۔ انہوں نے اسی مفروضہ وضعداری کے خیال سے اس غریب کا نام خواہ مخواہ بطور فرستندہ درج کر دیا۔ حالانکہ اس بیچارے کو اس کا کوئی وہم وگمان بھی نہ تھا۔ ہم نے ان صاحب سے کہا۔ کہ آپ ایک تحریر لکھدیں۔ کہ میں نے ایسا کوئی خط ارسال نہیں کیا۔ تاہم مولود مسعود کے والد بزرگوار سے اس جعلسازی کے لئے جواب طلب کر سکیں۔ لیکن انہوں نے پہلی خطا سمجھ کر معاف ہی کر دینا مناسب سمجھا۔ ورنہ مزا ہی آجاتا۔ امید ہے۔ احباب آئندہ ایسی جعلسازیوں سے احتراز کرینگے ۔

ہمارے ایک گریجوایٹ دوست جو ولایت بھی ہو آئے ہیں۔ کسی کام کے لئے لاہور گئے۔ وہاں ان کو ایک دیہاتی ملے۔ جنہوں نے نہایت اشتیاق سے آپ کا وطن دریافت کیا۔ ہمارے دوست نے کہا کہ گجرات۔ اُس نے پھر پوچھا۔ کہ خاص گجرات یا اس کے کسی موضع میں۔ جواب میں عرض کیا۔ کہ کنجاہ ضلع گجرات۔ اتنا سنتے ہی وہ دیہاتی مشتاق اوچھل پڑے اور بڑی سنجیدگی سے فرمانے لگے۔ کہ اوہو۔ آپ تو ہمارے اپنے ہی نکلے یہ فقرہ سنکر ہمارے گریجوایٹ پوچھنے لگے۔ کہ "اپنے" کیسے میں آپ سے واقف نہیں۔ ذرا لفظ "اپنے" کی وضاحت فرما دیجئے تاکہ تسکین اور خوشی ہو۔ تو دیہاتی صاحب بولے۔ کہ مولوی صاحب جی! آپ تو واقعی ہمارے اپنے ہی ہیں۔ اسلئے تو میں نے گجرات کا نام سنکر آپ کا خاص موضع پوچھا تھا۔ کیونکہ ضلع گجرات کے ایک موضع سے ہمارا بہت تعلق ہے۔ آپ نے جب کنجاہ بتایا۔ تو میری خوشی کی حد نہ رہی۔ اور میں نے یقین کر لیا۔ کہ آپ تو ہمارے "اپنے" ہی ہیں۔ اس "اپنے" کی گردان نے ہمارے دوست کو بہت پریشان کیا۔ اور بڑے اصرار سے انہوں نے "اپنے" کا۔۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برہمو سماج کے بانی راجہ رام موہن رائے صاحب

پر

اسلامی تعلیم کا اثر،

اسلام نے جس طرح عرب اور دیگر ممالک میں اپنے مقناطیسی اثر سے کروڑہا بندگان خدا کو شرک کی نجاست سے پاک کیا۔ اسی طرح ہندوستان پر بھی وہ ابر رحمت ہو کر برسا۔ اور اس ملک میں جہاں خدا کے ہزارہا شریک قرار دیئے جاتے تھے۔ اور آسمان کے ستاروں زمین کے دریاؤں، پہاڑوں، پتھروں، درختوں اور موذی جانوروں کی پوجا کی جاتی تھی۔ کروڑہا لوگوں کے گلے سے اس بلا کو بالکل اتار دیا۔ اور جو باقی بچے۔ ان پر بھی اتنا اثر ہوا کہ آج ہندوستان بھر میں باوجود بت پرستی کے بھی کوئی شخص اپنے آپ کو مشرک تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ جہاں یہ لفظ پہلے اچھا سمجھا جاتا تھا۔ وہاں آج یہ لفظ بطور گالی کے استعمال کیا جاتا ہے۔

آج بھی اگر مسلمان ہندوؤں میں تبلیغ اسلام جاری رکھیں۔ تو میرے خیال میں جہاں سات کروڑ نفوس آج خدائے واحد کو مان رہے ہیں۔ وہاں ناممکن ہے کہ تینتیس کروڑ انسان خالص توحید کو نہ مانیں۔ جسے پیغمبر اسلام محمد مصطفےٰ صلعم لائے۔ اور ہندوؤں میں لاکھوں انسان ایسے ہیں۔ جو اسلام کے بہت قریب آ چکے ہیں۔ میں اس وقت برہمو سماج کے بانی کے کچھ حالات ان کے "جیون چرت" سوانح حیات سے لکھتا ہوں۔ جسے ۱۹۱۲ء میں پنڈت دیو رتن صاحب نے شائع کیا۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ اسلام کس قدر کشش اپنے اندر رکھتا ہے۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے:۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ عربی زبان میں قرآن پڑھنے کے لئے مسلمان مولوی کے تعلق میں آنے سے اُن کے دل میں ایک ایشور کی پوجا کا بھاؤ پیدا ہوا۔ صوفیوں کی کتابیں بھی وہ بہت شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ اور بہ شوقی ان میں ساری عمر ہوجود رہا۔ بڑی عمر میں وہ دیوان حافظ مولانا روم اور شمس تبریز وغیرہ صوفی شاعروں کے اشعار کو بہت جوش کے ساتھ دوہرایا کرتے تھے"

اس کے آگے پنڈت شونا تھ شاستری ایم۔ اے۔ برہمو سادھارن سماج کے حوالہ سے یوں لکھا ہے کہ:۔

"یہاں (پٹنہ میں) جبکہ وہ قرآن پڑھا کرتے تھے تب انہیں ہندو مورتی پوجا کی غلطیاں نظر آئیں کہا جاتا ہے۔ کہ وہ صوفی فرقہ کے مسلمانوں کی تحریروں کے بہت شیدا تھے۔ کہ جن کے خیالات ہندوؤں کے ویدانت فلاسفروں کے ساتھ ملتے تھے... اس وقت سے لے کر اپنی ساری عمر تک رام موہن رائے اپنے اندر سے کبھی بھی مسلمانی اثروں کو پورا پورا دور نہ کر سکے۔ پرائیویٹ زندگی میں بھی مدت تک ان کی عادتیں اور ان کے میلان طبع مسلمانی تھے۔ اور وہ اپنی نج کی بات چیت بھی ہمیشہ اپنے دل پسند صوفیوں کے حوالے دیا کرتے تھے"

ان اقتباسات کے پڑھنے سے آپ پر روشن ہو گیا ہو گا۔ کہ کس طرح قرآنی تعلیم نے ایک ایسے شخص پر اثر کیا۔ جس کے آباؤ اجداد بت پرست چلے آتے تھے اگر اس وقت بھی ہم کوشش کریں۔ تو ضرور ایسے سعید فطرت انسان دین حق کو قبول کرنے کے لئے مستعد پائیں گے۔ (عبدالاحد مولوی فاضل قادیان)

ہر بیماری کا علاج مفت

ماہ رمضان کا احترام کرتے ہوئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس مبارک مہینے میں ہر ایک بیماری کا علاج مفت کیا جائے گا۔ ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ عیسائی۔ ہر مذہب کے آدمی یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ایک جوابی پوسٹ کارڈ لکھ کر دوا مفت طلب کریں۔ مقامی حضرات خود آ کر دوا لے سکتے ہیں۔ خاکسار:۔ عبدالحمید حمید سنیاسی وحکیم حاذق) سندربا مقنہ چوک پرانی کوتوالی محلہ کنیل چیت سنگھ۔ لاہور

لڑکے عربی پڑھنا چھوڑ رہے ہیں

علوم مشرقیہ کے ممتحن توجہ فرماویں،

گذشتہ چند سالوں سے علوم مشرقیہ کے پرچے اس قدر مشکل آ رہے ہیں۔ کہ بیچارے طالب علم متواتر دس دس بارہ بارہ برس زیر تعلیم رہ چکنے کے بعد بھی جب یونیورسٹی میں پرچوں کو دیکھتے ہیں۔ تو ان کے دماغ پراگندہ اور اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔

اوّل تو سوال کا مطلب ہی دربطن شاعر کا مصداق ہوتا ہے۔ پھر اگر خوش قسمتی سے وہ کسی طالب علم کے دماغ میں بھی آ جاوے۔ تو اب یہ مشکل ہوتی ہے۔ کہ اس کا جواب کیا ہے۔ اور کہاں ہے (جو کہ کتاب کے ضمیمہ کے حاشیہ در حاشیہ میں ہوتا ہے) خصوصاً عربی مضامین میں یہ دقت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اور ان پرچوں کو دیکھتے وقت پرچے ڈالنے سے بھی زیادہ سختی برتی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نتائج بھی بہت ہی خراب نکلتے ہیں۔

مولوی فاضل کے امتحان میں تو شائد اساتذہ کا تصفیہ کر لیا گیا ہے۔ کہ بیس۲۰ فیصدی سے زیادہ کوئی کامیاب نہ ہونے پائے۔

علاوہ ازیں اگر شاستری اور گورمکھی وغیرہ میں دیکھا جاوے۔ تو اس کے کامیاب ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔

پس عربی ممتحنوں کو اور خصوصاً مولوی فاضل کا امتحان لینے والوں کو اپنی توجہ اس طرف مبذول کرنی چاہیئے۔ کہ وہ پرچوں کو اس قدر مشکل اور دشوار مطلب نہ بنائیں۔ کہ ان کے مقدس رسول اور مقدس کتاب کی زبان کی طرف کوئی توجہ کرنے کی جرأت ہی نہ کر سکے۔ والسلام۔ (ملک عبداللہ خان ممبر پالی)

گذارش) اخبار فاروق کی توسیع اشاعت کی طرف آپ خاص توجہ فرماویں۔ حضرت صاحب نے اسکی پر زور سفارش جلسہ سالانہ پر فرمائی تھی۔ اسکی تعمیل آپ کا فرض ہے (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت ۲۴۹۸

میں برکت علی ولد موسیٰ خاں راجپوت ساکن سٹھیانہ ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

(۱) میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی زرعی قیمتی ۱۳۴۲ روپیہ مکان خام سکنی قیمتی ماشاء اللہ روپیہ۔ ایک حویلی قیمتی ۳۳ روپیہ۔ رہن زمین کی قیمت ۳۵۰ روپیہ۔

بقلم خود عبد العزیز مولوی فاضل

العبد: برکت علی موصی ساکن سٹھیانہ۔

گواہ شد:- فتح محمد بقلم خود ساکن سٹھیانہ۔ ۱۲۔۱۔۲۹

گواہ شد:- بقلم خود جلال دین ساکن سٹھیانہ ؏

وصیت ۲۵۱۰

میں فتح محمد ولد دلاور خاں راجپوت ساکن سٹھیانہ ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجاویگی (۳) میری موجودہ جائداد یہ ہے۔ اراضی زرعی ۷ کنال قیمتی ۲۰۰ روپیہ۔ مکان سکنی قیمتی ۷۵ روپیہ معہ ایک حویلی خام۔ فقط۔ بقلم عبد العزیز مولوی فاضل

العبد:- فتح محمد موصی بقلم خود۔ گواہ شد:- دلاور خاں ... ساکن سٹھیانہ ...

چند نایاب کتابیں

مندرجہ ذیل چند ایسی کتابیں دفتر فاروق میں فروخت کے لئے موصول ہوئی ہیں۔ جو بالکل نایاب ہیں۔ ان سب کا صرف ایک ایک نسخہ ہے۔ جو دوست ایسی کتابوں کے شائق ہوں۔ وہ جلد منگوالیں۔ بوجہ نایاب و مطبوعہ بار اول ہونے کے ان کی قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے ؏

(۱) **ایام صلح**:- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نادر تصنیف جس کو حضورؑ نے خود چھپوایا تھا۔ مطبوعہ بار اول۔ قیمت صرف دو روپیہ ؏

(۲) **شہادت القرآن**:- حضور علیہ السلام کی لاجواب تصنیف جو پہلی دفعہ طبع ہوئی تھی۔ قیمت صرف دو روپیہ ؏

(۳) **سچائی کا اظہار**:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چھوٹا سا رسالہ جس میں عبد اللہ آتھم عیسائی کا بشرط مغلوبیت۔ اسلام لانے کا اقرار نامہ اور بعض فاضل اور مستند علماء عرب و شام کی طرف سے حضرت اقدس کے دعویٰ کی تصدیق درج ہے۔ مطبوعہ بار اول۔ قیمت صرف ایک روپیہ ؏

(۴) **حجۃ الاسلام**:- اس رسالہ میں ڈاکٹر مارٹن کلارک اور بعض دوسرے عیسائیوں کو اس عظیم الشان دعوت کے لئے بلایا گیا تھا۔ کہ دنیا میں زندہ اور بابرکت اور آسمانی روشنی اپنے اندر رکھنے والا مذہب صرف اسلام ہی ہے۔ اور عیسائی مذہب تاریکی میں پڑا ہوا ہے اور زندہ مذہب کی علامتیں اس میں موجود ہیں اور عبد اللہ آتھم عیسائی سے جو مباحثہ ہوا تھا۔ اس کی ضروری شرائط اس میں درج ہیں۔ اور بعض دیگر اشتہارات مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق بھی اس میں نقل کئے گئے ہیں۔ رسالہ مطبوعہ بار اول ہے۔ جس کی قیمت ایک روپیہ ؏

(۵) **قرآن مجید کے مکمل نوٹ**:- حضرت مولانا حاجی الحافظ حکیم نور الدین اعظم خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے درس قرآن مجید کے مکمل نوٹ مطبوعہ بار اول جو بالکل نایاب ہیں۔ تقطیع کلاں پر جو اخبار بدر کے ... ضمیمہ نکلتے رہے۔ قیمت دس روپیہ ؏

(۶) **حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ**:- نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم کی وہ کتاب جو صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے واسطے مخالفین سلسلہ کے مقابلہ میں ایک لاجواب حربہ ہے۔ اور بالکل نایاب ہے۔ اس کا ایک نسخہ مطبوعہ بار اول جو نواب صاحب نے طبع کرایا تھا ملا ہے۔ قیمت دس روپیہ ہے ؏ علاوہ محصول ڈاک۔ ملنے کا پتہ:-

دفتر فاروق قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رمضان المبارک میں جدید خریداران فاروق کیلئے خاص رعایت

جو صاحب ماہ رمضان المبارک میں فاروق کی خریداری منظور فرمائینگے۔ ان کو ایک روپیہ دو آنہ کی مندرجہ ذیل دو کتابیں بطور انعام مفت دی جائینگی۔ بشرطیکہ وہ ایک سال کے لئے خریدار ہوں۔ تنقید صحیح بابیوں کے ردّ میں۔ ہدایات زرّیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ۔ فاروق کی خریداری کی درخواست آنے پر مندرجہ بالا دونوں کتابیں بابت چندہ اخبار وی پی کے ذریعہ ارسال ہونگی۔ اور ان کی کوئی قیمت نہیں لی جائے گی۔ صرف محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ یعنی ۴ روپیہ چندہ فاروق اور چھ آنہ محصول ڈاک جملہ چار روپیہ چھ آنہ کا وی پی ارسال ہوگا ؏

المعلن:- مینجر فاروق۔ قادیان

قادیان کی نئی اور پرانی آبادی کا نقشہ

۳۰×۴۰ انچ کے سائز کے ولائتی کاغذ پر ایک نہایت ہی کارآمد نقشہ طبع ہوا ہے۔ جس میں نئے آباد ہونے والے محلہ جات کا تفصیلی خاکہ اور ہر قطعہ کے اندر اس قطعہ کا نمبر دیا گیا ہے۔ منارۃ المسیح کو مرکزی نقطہ قرار دیکر اس کے گرد ایسے دائرے کھینچ دیئے ہیں۔ جنکے ذریعہ آسانی سے ہر ایک قطعہ اور ہر ایک مکان کا فاصلہ منارۃ المسیح سے معلوم ہوسکتا ہے یہ نقشہ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب کے تیار کردہ نقشہ کے مطابق عمدہ لکھائی و چھپائی سے طبع ہوا ہے۔ اور قیمت فی نقشہ عہ ہے جو ...

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)